صاحبزادہ ظہیر الحق

چند تاریخی حقائق

ہندوستان (متحدہ ہند و پاک) میں اٹھارہویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں حضرت امام ولی اللہؒ کی انقلابی جماعت کی قیادت حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے ہاتھ میں تھی۔ اس جماعت نے ہند کو آزاد کرانے کے لئے انگریز کے خلاف جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا، اس سلسلہ میں حضرت شیخ الہندؒ نے حضرت امام عبید اللہ سندھیؒ کو افغانستان بھیجا۔ اس زمانہ کے امیر حبیب اللہ خاں افغانستان پر برائے نام حکمران تھے اصل عملداری حکومت برطانیہ کی تھی وہاں کا امیر کوئی بھی کام برطانوی سفیر کے مشورہ کے بغیر نہیں کر سکتا۔

حضرت امام سندھی فرماتے ہیں۔ مجھے حضرت شیخ الہند نے حکم فرمایا کہ تم کابل چلے جاؤ کسی قسم کی کوئی ہدایت نہیں فرمائیں کہ میں وہاں کیا کروں جب وہاں پہنچا تو جاکر دیکھا کہ ایک منظم جماعت میری ہدایت کی انتظار میں موجود ہے۔ اسکی سرپرستی جرنیل سردار محمد نادر خان سپہ سالار کر رہے تھے (جرنیل محمد نادر خاں متحدہ ہند و پاک میں حضرت مولانا رشید احمدؒ گنگوہی مرید تھے اور حضرت گنگوہیؒ امام ولی اللہؒ کی اس انقلابی جماعت کے اپنے زمانہ میں مرکزی شخصیت تھے) حضرت سندھیؒ نے فرمایا

کہ غیر قانونی طور پر سرحد عبور کر کے افغانستان میں ہمارے داخلہ کی اطلاع انگریزوں نے امیر حبیب اللہ خان کو بھیج دی اور ساتھ ہی مشورہ دیا کہ عبیداللہ ہمارا دشمن ہے اس کو گرفتار کرلیا جائے۔

زمانہ اسیری میں شہزادہ (امیر امان اللہ خان) سے حضرت سندھیؒ کی کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ ان ملاقاتوں کا اہتمام جرنیل محمد نادر خان نے ایک ہسپتال میں علاج کے بہانے سے کیا تھا۔ پہلی ملاقاتوں میں شہزادہ (امیر امان اللہ خان) نے حضرت سندھیؒ سے قرآن کی چند آیات سنیں جن سے ان کے اندر انقلاب آگیا تیسری ملاقات میں شہزادہ بے صبر ہوگئے قرآن کا نور اور انقلاب کا خیال بن گیا قیدی سے کہتے ہیں کہ مجھے کیا چاہتے ہیں حکم فرمائیں؟"

قیدی حضرت سندھیؒ نے کہا کہ "ہم آپ کو افغانستان کا بادشاہ بنانا چاہتے ہیں، اس وقت آپکو ایک بادشاہ سمجھتے ہوئے آپ سے معاہدہ کرنا چاہتے ہیں"

شہزادہ نے کہا کہ "میں والدہ محترمہ سے مشورہ کے بعد بتاؤں گا" چنانچہ اگلے روز والدہ ملکہ عالیہ کے مشورہ سے شہزادہ (امیر امان اللہ خان) نے قیدی (حضرت سندھیؒ) کو وہاں اپنے قلم اور دستخطوں سے معاہدہ لکھ کر دیا "ہم آپ کے حکم کے مطابق تخت نشینی کے بعد انگریز سے جنگ لڑیں گے اور آپ آج ہی سے ملک کے کمانڈران چیف ہیں" یہ معاہدہ حضرت سندھیؒ نے جیل سے باہر کابل میں اپنی انقلابی پارٹی کو بھیجدیا جو پہلے ہی سے موجود تھی جس کی کوشش سے یہ سب کچھ ہوا۔ یہاں پر ایک بات قابل ذکر ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں والی افغانستان کے مرنے کے بعد تخت نشین ولی عہد سردار عنایت اللہ خاں معین السلطنت نے بننا تھا شہزادہ امیر امان اللہ خان کی تخت نشینی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر حضرت سندھیؒ نے جیل میں شہزادہ امیر امان اللہ خان سے معاہدہ کیا تھا کہ آپ کو افغانستان کا بادشاہ بنانا چاہتے ہیں۔ ایک بادشاہ کی حیثیت سے ہم آپ سے معاہدہ کریں۔ ادھر موسم سرما گذارنے کے لئے امراء نے تیاریاں شروع کر دیں۔

اپنی عادت کے مطابق ۱۹۱۸ء اور ۱۹۱۹ء کی موسم سرما گذارنے کے لئے امیر حبیب اللہ خان جلال آباد تشریف لے گئے۔ سردار عنایت اللہ خاں ولی عہد اور نصر اللہ خان نائب السلطنت۔ اور سردار جرنیل محمد نادر خاں سپہ سالار، اور مستوفی الممالک مرزا محمد حسین جس

کو بعد میں امیر امان اللہ نے قتل کرا دیا تھا۔ امیر حبیب اللہ خان کے ہمراہ تھے۔ ان دنوں حضرت سندھیؒ مرزا محمد حسین کی زیر نگرانی قید میں تھے۔ وہ اپنے سامنے دکھ کر انگریز کی خوشنودی کے لیے حضرتؒ کو ناقابل برداشت تکالیف اور ایذا پہنچانا اپنا یہ معمول بنا چکا تھا۔ اس نے حضرت سندھیؒ کو بھی اپنے ہمراہ جلال آباد لے گیا۔ ۲۰ فروری ۱۹۱۹ء کی رات کو جلال آباد میں خیمہ کے اندر امیر حبیب اللہ کو خاں کو کسی نے قتل کر دیا۔ ولی عہد سردار عنایت اللہ خاں اپنے چچا نصراللہ خاں کے حق میں تخت سے دستبردار ہو کر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ نصراللہ خاں نے جلال آباد میں اپنی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔ اور سردار محمد نادر خاں سپہ سالار کو اس جرم میں گرفتار کر لیا کہ اس نے امیر کو قتل کیا ہے۔ ان کے رفقاء کو بھی زنجیروں سے بند کر دیا ادھر شہزادہ امیر امان اللہ خان گورنر کابل تھے ان کو جب علم ہوا تو انہوں نے جلال آباد پر فوج کشی کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اپنی تخت نشینی کا اعلان کرتے ہی تمام قیدیوں کو رہا کر دیا اور جرنیل محمد نادر خان سپہ سالار کو بمعہ ان کے رفقاء کے سب کو رہا کر دیا۔ اور جشن تخت نشینی کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے حضرت سندھیؒ سے مخاطب ہو کر اپنے جیل والے معاہدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امیر امان اللہ خان نے کہا کہ "من ہموں ہستم" یعنی میں وہی ہوں۔ اور اسی تقریب میں حکومت برطانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

اس جنگ کو کامیاب بنانے کے لئے حضرت امام عبیداللہ سندھی نے کابل میں حکومت موقتہ ہند" قائم کی اور خود وزیر ہند منتخب ہوئے کابل میں ایک کانگریس کمیٹی قائم کی اور اس کے صدر چنے گئے۔ اس کانگریس کمیٹی کا الحاق" انڈین نیشنل کانگریس" سے گیا سیشن" میں ڈاکٹر انصاری مرحوم کی کوشش سے منظور ہوا۔ حضرت سندھیؒ نے علماء کابل سے ایک فتویٰ حاصل کیا کہ ہند کی ہمسایہ ہندو قوم کے احترام کے پیش نظر افغانستان میں "گاؤ کشی" ممنوع قرار دیجاتی ہے۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ ہوا کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے امیر امان اللہ خاں کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس کا فائدہ یہ بھی ہوا کہ کانگریس کمیٹی کابل مرکزی کمیٹی بن گئی جس کے صدر حضرت سندھیؒ تھے

سب حضرت سندھیؒ نے صدر مرکزی کانگریس کمیٹی اور "حکومت موقتہ ہند" کے وزیر ہند کی حیثیت سے اسوقت کی حکومت روس کے بادشاہ زار روس سے حکومت برطانیہ کے خلاف جنگ لڑنے کے لئے اسلحہ حاصل کیا۔ اور یہ معاہدہ جو کہ حضرت سندھیؒ اور زار روس کے درمیان طے پایا تاریخ میں وہ "معاہدہ سونے کی پٹڑی" کے نام سے موجود ہے، ریشمی کپڑے پر مبنی میں حضرت سندھیؒ نے ہند میں جنگی مراکز کو ایک خط لکھا۔ سندھ میں امروٹ شریف، بھاولپور میں دین پور شریف، پنجاب میں لاہور، یوپی میں دہلی اور دیوبند شریف یہ ریشمی رومال والا خط بھیجا گیا اس میں تحریر تھا کہ فلاں تاریخ کو افغانستان سے ہند کی سرحد پر ہم انگریز پر حملہ کریں گے۔ اس تاریخ کو آپ ہند میں بغاوت کر دیں، یہ سازش پکڑی گئی۔ تاریخ میں یہ واقعات "تحریک ریشمی خطوط" کے نام سے موجود ہیں۔ انقلابی جماعت کی اس جدجہد آزادی کو ناکام بنانے کیلئے پنجاب کے نام نہاد تقدس مآب پیروں اور علماء کرام کچھ گریجوئیٹ مل کر امیر امان اللہ خاں کے پاس جاکر کہا کہ "عبیداللہ سندھی" کافر ہیں (نعوذ باللہ) اور انگریز ظل اللہ ہیں۔ یہ سن کر امیر کابل نے ان سب کو اسی وقت اللہ رب العزت کے پاس　　　　بھجوادیا ان سب مشکلات کے باوجود کابل کی یہ جنگ حضرت سندھیؒ کی زیر کمان لڑی گئی۔

اس جنگ کے خاتمہ پر افغان حکومت کی طرف سے صلح شرائط حضرت سندھیؒ نے لکھیں وہ بہت سخت تھیں۔ امیر کابل نے ان سے اتفاق نہ کیا مگر حضرت سندھیؒ سے امیر کابل کو غایت درجہ کا احترام تھا چنانچہ بعد میں جوں کے توں شرائط امیر نے منظور کر لیے۔ ان میں یہ شرائط نمایاں تھے کہ "آج سے کابل حکومت آزاد ہے۔ اور ہندوستان کو پچیس ۲۵ سال کے اندر آزاد کر دیا جائے گا۔ یہ آزادی مرحلہ وار ہوگی پہلے "ڈومینین سٹیٹ" کے درجہ پر "ہوم رول"، آخر میں "مکمل آزادی" دی جائے گی۔ مسٹر ہمفرے نمائندہ حکومت برطانیہ نے معاہدہ پر دستخط کرتے ہوئے کہا کہ "امیر کابل سے نہیں ہم یہ معاہدہ عبیداللہ سندھیؒ سے کر رہے ہیں مسٹر ہمفرے سفیر برطانیہ متعینہ کابل نے کہا کہ یہ فتح دولت افغانیہ کی نہیں بلکہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی ہے" ملک کا سیاست داں طبقہ اچھی طرح سے جانتا ہے کہ ہند کو آزادی حکومت

برطانیہ نے اس معاہدہ کے تین مراحل سے دی تھی۔

ہمارے ملک کے اکثر اہل علم دانستہ یا نادانستہ طور پر اپنے تاریخ ساز لیڈروں کا نام لیتے ہوئے شرم محسوس کرتے ہیں جبکہ بیرون ملک کے بادشاہ اور لیڈر حضرات ہمارے ان لیڈروں کا نام لے کر فخر محسوس کرتے ہیں۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ کی وفات پر کابل میں امیر امان خان نے ایک تعزیتی مجلس کا اہتمام کیا اور اس مجلس میں حضرت سندھیؒ سے ان کے استاد کی تعزیت کی گئی، اپنی تعزیتی تقریر میں امیر امان اللہ خان نے ایک فقرہ بطور خاص تین بار دھرایا اور اس کو مؤرخین نے جوں کا توں نقل کیا ہے۔ امیر امان اللہ خان نے فرمایا کہ "مولانا محمود الحسنؒ یک کار را شروع کردند من او را پورا میکنم" یعنی حضرت شیخ الہند نے ایک کام کو شروع کیا تھا میں اس کو پورا کروں گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امیر امان اللہ خان یہ سمجھتے تھے کہ حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت سندھیؒ کے اُن پر اسقدر احسانات ہیں جس کی بنا پر وہ اپنے آپ کو اس جماعت کا ایک رکن کہنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں جرمن لیڈروں پر بھی ان کی عظمت کا گہرا اثر تھا۔

۱۹۵۸ء میں ایوب خاں کے فوجی انقلاب کے دنوں میں جرمنی کا ایک مشن پاکستان میں آیا۔ اس میں ایک افسر ایسا تھا جو حضرت سندھیؒ کے ساتھ کابل میں کام کر چکا تھا اس نے ایبٹ آباد میں حضرت سندھیؒ کے متعلق دریافت کیا۔ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ حضرت سندھیؒ کا مزار بھارت میں نہیں بلکہ یہاں ہے تو دین پور شریف حضرت سندھیؒ کے مزار پر گئے اس وقت راستہ کچا تھا۔ ان کی کار گڑھوں میں دھنس گئی اور بری حالت میں وہاں پہنچے۔ مزار پر اعلیٰ اعزاز سے اظہار عقیدت کیا ننگے سر کھڑے رہے۔ واپسی پر اس جرمن آفیسر نے حضرت سندھیؒ سے مل کر کابل میں کام کرنے کی چند باتیں بتائیں۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ "اگر یہ لیڈر ہمارے ملک میں فوت ہوتے تو ان کی لاش عجائب گھر میں رکھتے اور ملک کے بڑے چوک میں انکا مجسمہ لگاتے یہ اتنے عظیم لیڈر ہیں کہ غیر جرمن ہوتے ہوئے ہمارے بہت سے جرمنی مسائل حل کر دیئے اور ان میں ہماری امداد کی"

ان دنوں یہ تمام واقعات پریس میں آئے اور بھاولپور کے پریس کی توجہ دلانے سے اس وقت کے بھاولپور کے کمشنر جناب مسرت حسین زبیری نے مزار تک "عبیداللہ روڈ" کے نام سے ایک سڑک تعمیر کرادی۔ یہ تاریخی حقائق ہیں

ویسے بھی حضرت سید مولانا حسین احمد صاحب مدنی رح کی "نقش حیات"، "کابل میں سات سال"، "علماء ہند کا شاندار ماضی" کے مصنفین کے تاریخی حوالہ جات کو آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ "آپ بیتی"، کے مصنف تو ترکی شہری ہیں عہدہ کے لحاظ سے ترکی فوج کے ریٹائرڈ کیپٹن ہیں۔ جو کبھی کابل میں حضرت سندھیؒ کے سیکریٹری تھے۔ ان کے علاوہ "افغان تھرڈ وار" اور "رولٹ کمیشن رپورٹ" کے تو انگریز مصنفین ہیں ان کو پڑھنے سے ملک کے اندر اور عالمی سطح پر حضرت سندھی کے مقام سے شناسائی میں مدد مل سکتی ہے۔ ان کے علاوہ جو مواد وائسرائے ہند نے یہاں کی تحریک آزادی کے سلسلہ میں جمع کیا اور اس کو ایک راز کی شکل میں برٹش حکومت کو بھیجا۔ آج وہ راز ہائے سربستہ یقیناً تاریخی شکل اختیار کرچکے ہونگے۔ شاید وہ برٹش میوزم لنڈن کی لائبریری کو منتقل کر دیئے گئے ہونگے۔ جو کہ جلد یا بدیر شائع ہوتے رہیں گے۔ اگر ہماری حکومت برٹش میوزم سے رابطہ قائم کر کے وہ تاریخی مواد حاصل کرے تو ملک اور یہاں کی تاریخ پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ اس سے ملک کی ایک اہم ضرورت پوری ہوگی اور پھر عالمی تاریخ میں حضرت سندھیؒ اور اپنے دیگر تاریخ ساز لیڈروں کا کیا مقام ہے۔ اس کا اندازہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ اور پھر تاریخ بیان کرتے وقت افراط و تفریط سے بچ سکتے ہیں۔